Tarjihaat
Volume: III
Issue: VI
June 2023
جون/ ۲۰۲۳
June 2023
آن لائن ادبی رسالہ
ترجیحات
ISSN: 2583-0082

ڈاکٹر سہیم الدین خلیل الدین صدیقی

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اردو شیواجی کالج اعظم کالونی ہنگولی، مہاراشٹر

ڈاکٹر فہیم احمد صدیقی کی غزل گوئی

اکیسویں صدی اردو ادب کے لئے خسارے کی صدی ثابت ہوئیں ہیں کیونکہ اس صدی کے ربع اول میں اردو ادب سے تعلق رکھنے والے ناجانے کتنے ہی عظیم ہستیاں اپنے خالق حقیقی سے جاملی ان میں سے ایک عظیم ہستی کا نام ڈاکٹر فہیم احمد صدیقی ہے۔ فہیم احمد صدیقی صاحب ۲۱/اپریل ۲۰۲۱ ءکواس دنیاسے رخصت ہوگئے اور اپنے پیچھے چھوڑگئے ایک عظیم سرمایہ ۔سرمایہ غزل۔آپ کا تعلق مراٹھواڑہ کے عظیم شہر ناندیڑسے تھا،آپ علاقے مہاراشٹر کے درخشاں ستارہ تھے۔موصوف نے اردو زبان وادب کوجو سرمائے سخن دیاہے وہ لعل و گوہر سے کسی طرح سے بھی کم نہیں ہیں۔آپ بنیادی طور پراردو غزل کے ممتاز شاعر تھے آپ نے اردو ادب میں خصوصاَ جو شعری تعاون دیاہے وہ بے حد قابل تعریف ہے۔ان کے غزلوں کی خوبی یہ ہے کہ اس میں بلاکی روانی وسادگی ملتی ہے وہ کہتے ہیں:

عزیزوں مجھ سے میرا حال پوچھتے کیا ہو

میں اپنے آپ سے عرصہ ہوا ملا ہی نہیں

پھر کڑی دھوپ درختوں کے گھنے سائے ہیں

آپ کی یاد کے اسباب نکل آئے ہیں

تمام اپنا اثاثہ لٹا دیا ہم نے

تمہارے درد کی دولت مگر بچالی ہے

فہیم احمد صدیقی کی شاعری اردو ادب کامیاب شاعری کہلانے کے لائق ہے ان کی غزلیں پڑھنے سے ہمارے قارئین مانوس شعری فضاء سے ہی واقف نہیں ہوتے بلکہ ان کی شعری فضاء سے گزر کر تجربے کی نئی دنیا سے آشنا بھی ہوتے ہیں۔ آپ کی شاعری دل کی دنیا کی شاعری ہی نہیں ہے بلکہ اس میں انسانی زندگی تجربہ اور حقیقی دنیا دونوں روشن ہے۔ وہ پتھر دل کو موم بنانے کی قوت رکھتی ہے، اور سنگ تراش آذر کا جذبہ بھی۔ اسی کے ساتھ موصوف کی غزلوں میں جذبہ اور شوخی کا حسین امتزاج بھی ہے اور قید حیات کی سختیاں بھی۔ جس کے مطالعہ سے یہ علم ہوتا ہے کہ شاعر اپنے تجربے کو ہی نہیں بلکہ ہر عام وخاص کے احساسات وجذبات کو عیاں کررہاہیں۔ جو بیک وقت اپنا گہرا اثر ہر قاری کے ذہن ودل پر مرتب کرتی ہے اس کی ایک وجہ ان کی غزلوں میں پائی جانے والی غنائیت اور موسیقیت ہے۔ یہ غنائیت اور موسیقیت سے بھری غزلوں کے چند اشعار دیکھئے کتنے نمایاں نظر آتے ہیں۔

جلوہ گری کو مجھ میں تڑپتی رہی حیات

وہ سنگ ہوں جسے کوئی آذر نہیں ملا

رستوں کی نیند اُڑ گئی قدموں کی چاپ سے

مجھ کو تمام رات مرا گھر نہیں ملا

مہک بدن میں ہے چہرے پہ ان کے لالی ہے

گلوں نے آپ سے جینے کی یہ ادا لی ہے

فہیم احمد صدیقی کے غزلوں میں کہیں تغزل نظر آتا ہے تو کہیں شوخی ورنگینی۔ لہٰذا کہیں پر ان کی غزلوں میں غم انگیز فضاء نظر آتی ہے تو کہیں پر غم زندگی کا تصور نمایاں نظر آتا ہے۔ آپ نے زندگی کے گہرے تجربے ومشاہدے سے جو کچھ محسوس کیا اسے رقم کرتے چلے گئے۔ موصوف دلفریب ماحول کو بڑی آسانی سے لفظیات کے ڈھانچے میں پرودینے کا ہنر رکھتے تھے۔ شاید اسی لیے پروفیسر عبدالعزیز صاحب نے کہا تھا کہ ”فہیم کی غزل کو موجودہ عہد کے کسی بھی معتبر شاعر کی غزل کے مقابل رکھا جاسکتا ہے۔“ تاہم جب ہم ان کی غزلوں کا جائزہ لیتے ہیں تو اس میں ہمیں شائستگی، لطافت، حسن وجمال، گہرائی وغنائیت واضح نظر آتی ہے۔ فہیم احمد صدیقی نے اپنے غزلوں میں بعض مقامات پر میر کی طرح سوز وگداز، درد وکرب اور زندگی کی محرومی کے متعدد مثالیں پیش کردی ہے جو رہتی دنیا تک قائم ودائم رہے گی ملاحظہ ہو۔

ہمارا دل ہے یہ دہلی سے مختلف ہے بہت

یہ ایک بار جو اجڑا تو پھر بسا ہی نہیں

ہمارا حال ہم ہی جانتے ہیں

کوئی اس حال میں جی کر دکھائے

اب وہ آشفتہ سری ہے نہ وہ بیگانہ روی

ایسے جینے سے تو بہتر مرا مر جانا تھا

بہر کیف فہیم احمد صدیقی عہد جدید کے نمایاں شاعر ہے۔آپ کی غزلوں میں ترنم ، سلاست ،روانی ، غنائیت ، شائستگی ، شگوفتگی، حسن وجمال اور غم زندگی کے نشیب و فراز گویا سبھی کچھ اس میں موجود ہے جو ان کی اپنی انفرادیت کا غمازی ہی نہیں کرتے بلکہ ان کی غزلوں کی خصوصیات بھی عیاں کرتے ہیں۔ بالیقین ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ فہیم احمد صدیقی پورے اردو دنیا کے نمایاں غزل گو شاعر ہے جنھوں نے اپنی غزلوں کے ذریعہ جدید دور کو نئی ہم آہنگی ہی عطا نہیں کی بلکہ اردو کی آبرو یعنی غزل جیسی نازک صنف سخن کو نئی جلا بخشی ہے۔ لٰہذا ان کی غزلیں محض اردو شاعری کی ہی نہیں بلکہ اردو ادب کی بھی زینت ہیں۔